حقائق

فہم قرآن وفہم حدیث کی حامل ربانی شخصیت

مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس جونپوریؒ کی وفات مؤرخہ ۱۶/شوال المکرّم ۱۴۳۸ھ، مطابق ۱۱/جولائی ۲۰۱۷ء پر مسجد دار العلوم ندوۃ العلماء میں ۱۷/شوال المکرّم کو جلسہ منعقد ہوا، جس میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے ایک رہنما اور بصیرت افروز خطاب فرمایا، جسے ضبط تحریر میں لاکر حضرت مولانا مدظلہ کی نظر ثانی کے بعد افادہ عام کیلئے پیش کیا جارہا ہے۔ (محمد فرمان ندوی)

اللہ تعالی نے انسانوں کے رشد وہدایت کیلئے رہنمائی کے متعدد انتظامات فرمائے ہیں، قرآن مجید سارے انسانوں کی ضرورت اور ہدایت کے لئے جامع اور ہمہ جہت رہنمائی کیلئے اور حدیث رسول اور سنت نبوی کو ایمان واتباع دین کو عملی شکل میں دیکھنے اور سمجھنے کیلئے مقرر فرمایا ہے، اس کو صرف علم میں لانے اور احکام کو جان لینے کیلئے نہیں رکھا ہے، بلکہ عمل میں لانے کیلئے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ان حالات سے گذارا ہے، جن سے دین کو علم سے عمل میں لانے کا فائدہ ہوتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وعمل کو نمونہ اور مثال بنا دیا ہے، اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا: ”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيراً“ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ موجود ہے، یہ اس شخص کیلئے جو اللہ کی بندگی اور آخرت میں کامیابی چاہتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا رہا اور سورۂ نجم میں ہے: ”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوىٰ، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحىٰ“ یہ نبی خواہش نفس کی بنا پر کلام نہیں کرتے، بلکہ ان کا کلام وحی ہے، جو اللہ تعالی کی طرف سے ان کو کی جاتی ہے۔

دین کو صحیح عملی شکل میں اختیار کرنے کے لئے حدیث وسنت رسول کا علم کامیاب ذریعہ ہے، اگر ہم دین کو اصلی شکل میں اختیار کرنا چاہتے ہیں تو علم حدیث وسنت میں اس کی اصلی جھلک نظر آتی ہے، یہ اللہ رب العزت کی طرف سے اچھا انتظام ہے کہ قرآن سے جامع ومکمل رہنمائی اور حدیث وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی صحیح جھلک دکھائی گئی ہے، لہٰذا یہ عجیب بات ہوگی کہ ہم دین سے صرف احکام لیں اور ان کی عملی مثال سے اخذ فیض نہ کریں، اس کے بغیر مطابق اصل عمل مشکل ہو گا، ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرف اشارہ فرمایا: ”صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي“ تم اس طرح نماز پڑھو، جس طرح تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے، نماز کے تعلق سے یہ بات فرمائی گئی ہے، جو دیگر عبادات وطاعات کیلئے بھی صحیح سمجھے جانی والی بات ہے اور صحابہ کرامؓ کو امت اسلامیہ میں جو امتیاز حاصل ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کرتے دیکھا اور جو کہتے سنا، وہ براہ راست اخذ کرنے کا ذریعہ بنا، پھر انہوں نے آئندہ آنے والوں نسلوں کو بجنسہ نقل کر کے بتایا، حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے فرمایا: ”ألا فليبلغ الشاهد الغائب، فرب مبلغ أوعى من سامع“ جو اس موقع پر موجود ہیں وہ اس کو پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہے، کیونکہ بسا اوقات جن کو بات پہنچائی جائے وہ پہنچانے والے کے مقابلہ میں زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہوتا ہے، اسی طرح شریعت اسلامیہ کے امکان وہدایات عملی شکل میں حضورؐ سے تا قیامت آنے والوں تک پہنچے اور پہنچ رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے سلسلہ میں نقل مطابق اصل بنانے کی مثال دی گئی ہے، اس حدیث میں دین کو عملی شکل میں سیکھنے کی تلقین کی گئی ہے، اور اس طرح سے عمل کے ذریعہ دین کے سب احکام کی تلقین کا سلسلہ قائم ہوا، اور انشاء اللہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، صحابہ کرامؓ نے حضورؐ کو دیکھا اور عمل کیا،

اور اللہ تعالی نے اپنے رسول کے قول وعمل کو اپنے قول وعمل سے وابستہ بنادیا، لہذا آپ ؐ کا قول وعمل قرآن کے قول سے جڑا ہوا ملتا ہے، صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر دین سیکھا، ان سے دین کو دیکھ کر عمل کرنے کا سلسلہ جاری ہوا، ہم میں اکثر افراد نے نماز دیکھ کر سیکھی، بڑوں کو دیکھ کر سیکھا، حضور جس طرح نماز پڑھتے تھے، صحابہ کرام نے اس کو اختیار کیا، دین پر عمل کرنے کے لئے دین والوں سے سیکھا، اس طرح دین کل کا کل قرآن وحدیث دونوں سے ثابت ہو گیا۔

قرآن کلام الٰہی ہے، حدیث اس کی تشریح وتوضیح ہے، قرآن کو دین کا بنیادی مقام حاصل ہے، لیکن اس کی گہرائی اور متشابہات کی موجودگی کے لحاظ سے تنہا اس پر اکتفاء کافی نہیں قرار دیا گیا، اس کی وضاحت حدیث کے ذریعہ حاصل کرنا ہوتی ہے، قرآن مجید میں تمام انسانوں کو موضوع بنایا گیا ہے، اور اس کو محکمات اور متشابہات میں رکھا گیا ہے، اور یہ فرمایا گیا ہے کہ محکمات کو اصل ذریعہ استفادہ بناؤ اور متشابہات کے سمجھنے میں زیادہ نہ پڑو، متشابہات کے معاملہ میں پڑنے والے برے مقصد کو اختیار کرتے ہیں: "هو الذی أنزل عليك الكتاب منه آيات محكمات هن أم الكتاب وأخر متشابهات، فأما الذين فی قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تأويله ، وما يعلم تأويله الا الله "۔(سورہ آل عمران: آیت ۷)

وہ وہی خدا ہے، جس نے آپ پر کتاب اتاری ہے، اس میں محکم آیتیں ہیں اور وہی کتاب کا اصل مدار ہیں، اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں، سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے، وہ اس کے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو متشابہ ہے، غلط بات کی تلاش میں اور اس کے غلط مطلب کی تلاش میں، حالانکہ کوئی ان کا صحیح مطلب نہیں جانتا سوائے اللہ کے، اس کیلئے اللہ تعالی نے خود قرآن میں نبیؐ کے قول وعمل کو قرآن کے مطابق قرار دیا کہ "ان هو الا وحی یوحی" کہ حضورؐ کی بات کو اللہ تعالی ہی کی بات سمجھی جائے، حدیث شریف کے ذریعہ ہم کو اصل وضاحت ملتی ہے۔

اس طرح یہ بات واضح ہوگئی کہ جو حضرات حدیث کی تعلیم وتعلم سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا یہ عمل صرف حدیث کو عمل میں لانا نہیں ہے، بلکہ اس کے مطابق عمل اختیار کرنے کی طرف توجہ دلانا ہے، لہذا جو سنت پر عمل کرتے ہیں، اللہ تعالی کی طرف سے ان کو نورانیت ملتی ہے، اور عملی طور پر اس سے استفادہ کرنے پر ان کے اندر ایک تبدیلی اور انقلاب پیدا ہوتا ہے اور ان پر اتباع سنت کا عکس ہوتا ہے، علم حدیث سے صرف علمی استفادہ نہیں، بلکہ اس کو عملی زندگی میں اتارنا بھی مقصود ہے، حضورؐ کی ذات وصفات کو مؤمن کی زندگی کیلئے نمونہ بنایا گیا ہے، غالبا اسی لئے اللہ تعالی نے ان کو زندگی کی ان تمام راہوں سے گذارا، جن سے مؤمن کو گذرنا ہو سکتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مشکل حالات بھی آئے اور آسان بھی، دونوں طرح کے حالات اس لئے تھے، تاکہ مؤمن کو پیش آنے والے ہر طرح کے حالات میں لوگوں کے لئے نقل واتباع آسان ہو، غزوۂ بدر، حدیبیہ اور خندق کے موقع پر سخت حالات آئے، یہ اس لئے تھے، تاکہ امت کے لئے ان حالات میں بھی رہنمائی سامنے آئے، اس طرح زندگی کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں، جس کا حل سنت وسیرت میں موجود نہ ہو، حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا عکس ہے، محدثین نے اسی مقصد کو پیش نظر رکھا، وہ دین کے صحیح محافظ اور صحیح ناقل ہیں، ان کی خدمت حدیث کی کوششوں کی اہمیت کا انکار کرنا دین کی ترجمانی کو ناقص بنانا ہے، جو حضرات خوش نصیبی سے اشتغال بالحدیث رکھتے ہیں ان کو اس ناحیہ سے خدمت حدیث شریف کی اہمیت کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

اللہ تعالی نے حدیث وسنت کو اس بات کا ذریعہ بنایا کہ ہم دین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وعمل کے ذریعہ حاصل کریں، اس کیلئے اللہ تعالی نے یہ مقدر فرمایا، اس لئے بڑے بڑے علماء اور محدثین پیدا فرمائے، اور دین پر عمل کرنا آسان بنایا، عصر جدید کے یورپ زدہ مختلف افراد ہیں، جن کو مستشرقین کے نام سے جانا جاتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ دین اسلام کے لئے قرآن کافی ہے، احادیث ضروری نہیں، جب کہ حدیث شریف قرآن ہی کی وضاحت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن ہی کو اپنی عملی زندگی میں پیش کیا، اس طرح قرآن وحدیث الگ الگ نہیں

ہیں، بلکہ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، جس کا تعلق حدیث سے کمزور ہوگا، اس کا دین سے بھی تعلق کمزور ہوگا، قرآن میں آیا ہے کہ کچھ افراد ایسے ہیں جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے، قرآن کے متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں فتنہ اور غلط تاویل کیلئے؛ لیکن اہل ایمان دین کو صحیح اور کامل طور پر سمجھنے کیلئے محکمات القرآن کو حدیث شریف کے ساتھ صحیح دین کو سمجھتے ہیں، محدثین نے ہمیشہ محکمات قرآن کے ساتھ حدیث کو موضوع بنایا، اور اسی مشن پر اپنے آپ کو لگایا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت واخلاق کیسے تھے؟ فرمایا: ویسے جیسا قرآن میں ملتا ہے، اسی طرح علم حدیث میں مشغول ہونے والے حضرات کے لئے بڑی بشارتیں ہیں، حدیث میں آیا ہے:

"نضر اللّٰہ امرءا سمع منا حدیثا فحفظه حتی یبلغه غیره" اللہ تعالی تروتازہ رکھے اس کو جس نے میری حدیث سنی، اور اس کو یاد کیا اور دوسری کو بلا کم وکاست پہنچایا۔ (سنن ابوداود: ۳۶۵۲)

میں کئی ایسے افراد کو جانتا ہوں کہ انہوں نے پوری زندگی حدیث کا اشتغال رکھا اور سنت پر عمل کیا تو ان کے چہرے پر وفات کے وقت اس کے اثرات نمایاں تھے، ایسی شخصیات میں دار العلوم ندوۃ العلماء کے سابق شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خان ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ، اور ہمارے استاذ حدیث مولانا شاہ حلیم عطا علیہ الرحمۃ، اور دار العلوم دیوبند کی مایہ ناز شخصیت علامہ انور شاہ کشمیری، اور ان کے بعد وہاں کے شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور جامعہ مظاہر علوم میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری مہاجر مدنی اور ان کے جانشیں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کی مثالوں سے سمجھا جاسکتا ہے اور اب حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے مظاہر علوم میں جانشیں وشیخ الحدیث مولانا محمد یونس جونپوری جن کا کل سہارنپور میں انتقال ہوا، بہت ممتاز نظر آئے، اور ان کے جنازہ میں غیر معمولی اژدحام سے ان کی مزید تائید اور مقبولیت ظاہر ہوئی، یہ سب برکت تھی اس کی جو انہوں نے حدیث شریف کی خدمت کی، اور آخر وقت تک اس کا مطالعہ جاری رکھا، اور اس کے فیض کو دوسروں میں منتقل کرنے کا جو جذبہ تھا اس سے کام لیا، ان میں ربانیت کی صفت تھی، اس صفت نے ان کو بہت سے اساتذہ اور معاصر علماء میں ممتاز کیا، انہوں نے اس فن میں بڑی ترقی کی، اور ان کا شہرہ برصغیر سے نکل کر بلاد عربیہ میں بھی ہوا، وہ بلاشبہ عظیم محدث اور ایک باکمال استاذ تھے، انہوں نے پوری زندگی علم حدیث کے لئے وقف کردی تھی، اور اس کے لئے دنیا کے دوسرے پہلوؤں سے اپنے کو دور کرلیا تھا، ان کی شخصیت کی تشکیل میں ایسے اساتذہ تھے، جنھوں نے ان کو اس عظیم مشن کے لئے تیار کیا، اگرچہ ان کو حضرت مولانا اسعد اللہؒ اور دوسرے بڑے اساتذہ سے استفادہ کا موقع ملا تھا، لیکن وہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کے خاص شاگرد تھے، جنہوں نے اپنی توجہ خاص سے مولانا محمد یونس کو یگانہ روزگار بنادیا تھا، اور اپنی زندگی میں مظاہر علوم جیسے باوقار حدیث کے علمی مرکز کا ان کو شیخ الحدیث کا منصب بڑوں کی موجودگی میں جن میں ان کے کئی بڑے اساتذہ شامل تھے ان کے علمی فضل وکمال کو محسوس کرتے ہوئے کم عمری میں ان کے حوالہ کیا، دار العلوم ندوۃ العلماء سے بھی مولانا محمد یونس کو بہت تعلق خاطر رہا ہے، وہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ سے نیاز مندانہ تعلق رکھتے تھے، اس کی خاص وجہ یہ بھی ہے کہ مولانا یونس کا تعلق جونپور سے تھا، اور جونپور اور اس کے اطراف میں مولانا کے خانوادہ کے ایک بزرگ مولانا محمد امین نصیر آبادی اور خود حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے نانا حضرت شاہ سید ضیاء النبی حسنی علیہ الرحمۃ کی دعوتی کوششوں کا زبردست اثر رہا ہے، گویا مولانا یونس صاحب دل میں اس کی قدر سمجھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ پوری عقیدت احترام کے ساتھ باوجود اپنے علمی وزن کے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی سے حدیث کی سند لینے کے لئے دار العلوم ندوۃ العلماء کا سفر کیا، اور باقاعدہ اس کی اجازت حاصل کی، یہ چیز ندوہ کے اساتذہ وطلبہ میں ان سے عقیدت بڑھنے کا سبب بنی، اور یہاں کے اساتذہ وطلبہ کا وقتاً فوقتاً ان کی خدمت میں استفادہ کے لئے جانے کا آخر تک سلسلہ رہا۔ ❀❀